★ زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس

★ حکومت ربیع الاوّل میں قرآن مجید کی دستوری حیثیت کا اعلان کرے!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ " (الحج: ۴۱)

"(مومن وہ ہیں کہ) اگر ہم انہیں زمین میں جگہ دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے، امر بالمعروف کرتے اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔"

پاکستان میں شریعت کی عملداری کا تقاضا ہے کہ آیتِ بالا میں جن امور کا ذکر ہوا ہے، حکومت ان کی انجام دہی کو اپنا فرضِ اولیں قرار دے۔ لیکن افسوس کہ بلند بانگ دعووں کے باوجود اقامتِ صلوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آتی ــــ البتہ جہاں تک ایتائے زکوٰۃ کا تعلق ہے، زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کا نفاذ تو ہو چکا ہے، زکوٰۃ وصول بھی کی جا رہی ہے اور تقسیم بھی ہو رہی ہے لیکن مذکورہ آرڈیننس میں بعض لوگوں کو زکوٰۃ و عشر سے مستثنیٰ قرار دینے کی منطق ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ چنانچہ پہلے تو یہ کہا گیا کہ جو شخص سادہ کاغذ پر یہ تحریر کر دے کہ وہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے، بینک اس کے اکاؤنٹ سے زکوٰۃ وضع نہیں کریں گے۔ پھر ۳۰، اکتوبر ۸۳ کو "سادہ کاغذ پر تحریر" کی پابندی کو "حلفی بیان داخل کرانے" سے بدل دیا گیا ہے تاکہ کوئی شخص محض زکوٰۃ کی ادائیگی

سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو شیعہ ظاہر نہ کر سکے۔

اسلام کی نظر میں کوئی بھی صاحبِ نصاب مسلمان زکوٰۃ و عشر سے مستثنیٰ ہے ہی نہیں، کجا یہ کہ اس استثنائی سلسلہ کے نئے نئے ترمیمی آرڈیننس نافذ کیے جائیں ـــــ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکانِ خمسہ میں سے ہے، اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوئی رعایت، نہ قرآنِ مجید نے ذکر فرمائی ہے نہ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے! ـــــ بلکہ مانعینِ زکوٰۃ سے خلیفۃ الرسولؐ، سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتال تاریخِ اسلام کا ایک اہم باب ہے۔ ان حالات میں یہ بات سوچنے کی ہے کہ کتاب و سنت سے ہٹ کر آخر کون سے اسلام کو پاکستان میں رواج دیا جا رہا ہے؟ ـــــ اور آج اگر حکومت نے اس پابندی سے بعض مسلمانوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے، تو اس کا صریح مطلب کیا یہی نہیں کہ امتِ مسلمہ کو دو واضح حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے؟ اور ایک اسلام کی بجائے دو اسلام وضع کر لیے گئے ہیں، جن میں سے ایک تو اپنے ماننے والوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا اسلام اپنے پیروؤں سے اس فریضہ کو ساقط قرار دیتا ہے؟

اس تلخ حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج کل کے بیشتر مسلمان اپنی پوری عمر بغیر نماز کے گزار دیتے ہیں؟ ـــــ ایسے لوگوں کو اگر زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے تئیں شیعہ ظاہر کرنا پڑے، تو کیا یہ ان سے بعید ہو گا؟ اور کون سا حلفی بیان اُن کے راستے کی دیوار بن سکے گا پھر کیا پاکستان میں اسلام کی علمبردار حکومت کا یہ فیصلہ عوام کو شیعہ بنانے کی ترغیب کے مترادف متصور نہ ہو گا؟ ویسے بھی کیا حکومت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ملک میں، اسلام کے نام پر ایسے اسلام کو رواج دے جس کے بنیادی ارکان پانچ کی بجائے چار ہوں؟ ـــــ اگر اسی کا نام نفاذِ اسلام ہے تو حکومت اسلام کو معاف ہی کر دے کہ اسے خود پر ایسی کرم فرمائیوں کی ضرورت نہیں ہے! ـــــ ورنہ اسلام کی علمبردار حکومت کے لیے قرآنِ مجید کے اس حکم پر عمل ضروری ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً" ـــــ الآیۃ۔

کہ "اے ایمان والو، اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ!" ـــــ واللہ الموفق!

اس سلسلہ میں ہمیں اپنے شیعہ دوستوں سے بھی کچھ کہنا ہے جو اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ کا اٹوٹ انگ سمجھنے کے باوجود، امتِ مسلمہ سے الگ تھلگ رہنے کی پالیسی اپنائے

ہوئے ہیں اور ہر لحاظ سے لامحدود آزادیاں حاصل کر لینے پر مصر ہیں۔ ملک کے دوسرے فرقوں اور طبقوں کی یہ کوشش تحسین کے قابل ہے کہ وُہ شیعہ حضرات سے ہزار اختلاف کے باوجود ان کے اس دعویٰ سے ذرہ برابر بھی انکار نہیں کرتے کہ وُہ بھی انہی کی طرح ملتِ اسلامیہ کا ایک حصہ ہیں۔ لیکن کیا شیعہ حضرات نے اپنے آپ کو زکوٰۃ و عشر سے مستثنیٰ قرار دلوانے کی کوشش کر کے خود کو امتِ مسلمہ سے الگ ظاہر نہیں کر دیا؟ — کیا پاکستان میں رہ کر ان کا یہ مطالبہ ریاست در ریاست کے مترادف نہیں؟ — اور کیا وُہ اس کے لازمی نتائج و عواقب سے بیگانہ ہیں؟ — یا کیا وُہ ایسے اسلام پر یقین رکھتے ہیں جس کے بنیادی ارکان میں زکوٰۃ کا فریضہ شامل نہیں ہے؟ — کلمہ الگ، اذان و نماز الگ، روزہ کے اوقات مختلف، حج جدا اور زکوٰۃ و عشر سے ویسے ہی مستثنیٰ، آخر وُہ کوئی تو قدرِ مشترک باقی رہنے دیں جس سے خود ان کو بھی اور دوسروں کو بھی یہ احساس ہوتا رہے کہ ان کا ملتِ اسلامیہ میں شامل ہونے کا دعویٰ بجا اور مبنی بر صداقت ہے۔ لہٰذا ہم بڑی دردمندی سے اور بہ خلوصِ نیت ان سے یہ اپیل کریں گے کہ وُہ ایسے مطالبات سامنے لا کر پاکستان میں شریعت کی عملداری کی کوششوں کو ناکام بنانے کے ذمہ دار نہ بنیں، جن کا پورا کرنا نہ سیاسی لحاظ سے ممکن ہے نہ اسلامی نقطہ نگاہ سے، اور نہ ہی یہ قرینِ انصاف ہے کہ جب حکومت کے تمام ذرائع، عہدے اور دیگر سہولیات وغیرہ ان کو یکساں حاصل ہیں اور وُہ ہمیشہ ان سے مستفید ہوتے رہے ہیں، تو پھر وُہ ایتائے زکوٰۃ کے سلسلہ میں حکومت کی معاونت سے گریزاں اور دست کش کیوں ہیں جو غربا۔ کا حق ہے اور غربا۔ کو یہ حق دلوانا ایک اسلامی حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہے!

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ کسی بھی حکومت کو جملہ اختیارات دستور سے حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ قرآنِ مجید نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زکوٰۃ لینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے دیا ہے اور اسلامی حکومتوں کے سربراہان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب یا خلیفہ کی حیثیت سے یہ اختیارات حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے زکوٰۃ وصول کرنے کے مجاز بھی وُہ صرف اسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب وُہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستور و آئین کو سرکاری

سطح پر تسلیم کرکے آپؐ کی نیابت کا فریضہ سنبھالیں —— ورنہ اگر کوئی حاکم کسی دیگر وضعی قانون و دستور سے رعایا پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب کرتا ہے تو اس طرح زکوٰۃ، جو بنیادی طور پر اللہ کا حق ہے، زکوٰۃ ہی نہیں کہلائے گی اور نہ ہی یہ حق ادا ہو سکے گا —— پس زکوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس کی ادائیگی کرنے والوں اور وصول کرنے والوں کو بھی یہ اطمینان حاصل ہو کہ وہ ایک ایسے فریضہ کی بجا آوری کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کیا ہے —— اور یہ اطمینان صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب دستورِ محمدی، قرآنِ کریم کو بطورِ دستورِ حکومت تسلیم کیا جائے اور جملہ اختیارات اسی سے حاصل کیے جائیں۔

یومِ آزادی کے موقع پر سیاسی ڈھانچے کے اعلان سے لے کر آج تک ہم قرآن مجید کی دستوری حیثیت سے متعلق مختلف پہلوؤں سے دلائل و براہین کے ساتھ لکھتے چلے آرہے ہیں —— اب ربیع الاول کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو صدرِ مملکت کا قوم کے نام خطاب بھی متوقع ہے۔ کیا ہی بہتر ہو کہ اس موقع پر وہ وعدہ پورا کر دیا جائے جو تشکیلِ پاکستان کے وقت ہم نے اپنے خالقِ حقیقی اللہ رب العزت سے کیا تھا کہ ؎

پاکستان کا مطلب کیا؟

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ!

—— کرنے کا کام تو یہی ہے، ورنہ جلسے جلوسوں، جشن و چراغاں، آتش بازی اور اسی قبیل کی دیگر رسموں سے دوسری قومیں بھی تہی داماں کہاں ہیں؟

وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

ماہنامہ "محدث" عربی مہینوں کی مناسبت سے شائع ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ملک میں مروجہ نظام کی بناء پر انگریزی مہینوں سے مطابقت ایک مجبوری ہے، لہٰذا زیرِ نظر شمارہ عربی مہینوں کے لحاظ سے دو ماہ (صفر المظفر اور ربیع الاول) کا شمار ہو گا۔ لیکن انگریزی مہینہ کے حساب سے یہ ایک ہی شمارہ (مطابق دسمبر ۸۳ء) ہے، قارئین نوٹ فرمائیں!